ان الذین کفروا وصدوا عن سبیل اللہ قد ضلوا ضلالا بعیدا

بیان ہے کہ وہ جو خدا اور رسول کے احکام پر چلتا ہے اور لوگوں کو چلاتا ہے

لحلت متعہ

من تصنیف جناب مولانا مولوی سید محمد حسین

مشہدی بخاری

حسب الحکم جناب مصنف رسالہ و مالک مطبع گلزار ابراہیم

۱۳۱۰ سنہ ہجری

۱۸۹۲ء

گلزار ابراہیم پریس مالیر کوٹلہ میں غلام حسین پرنٹر نے چھاپا
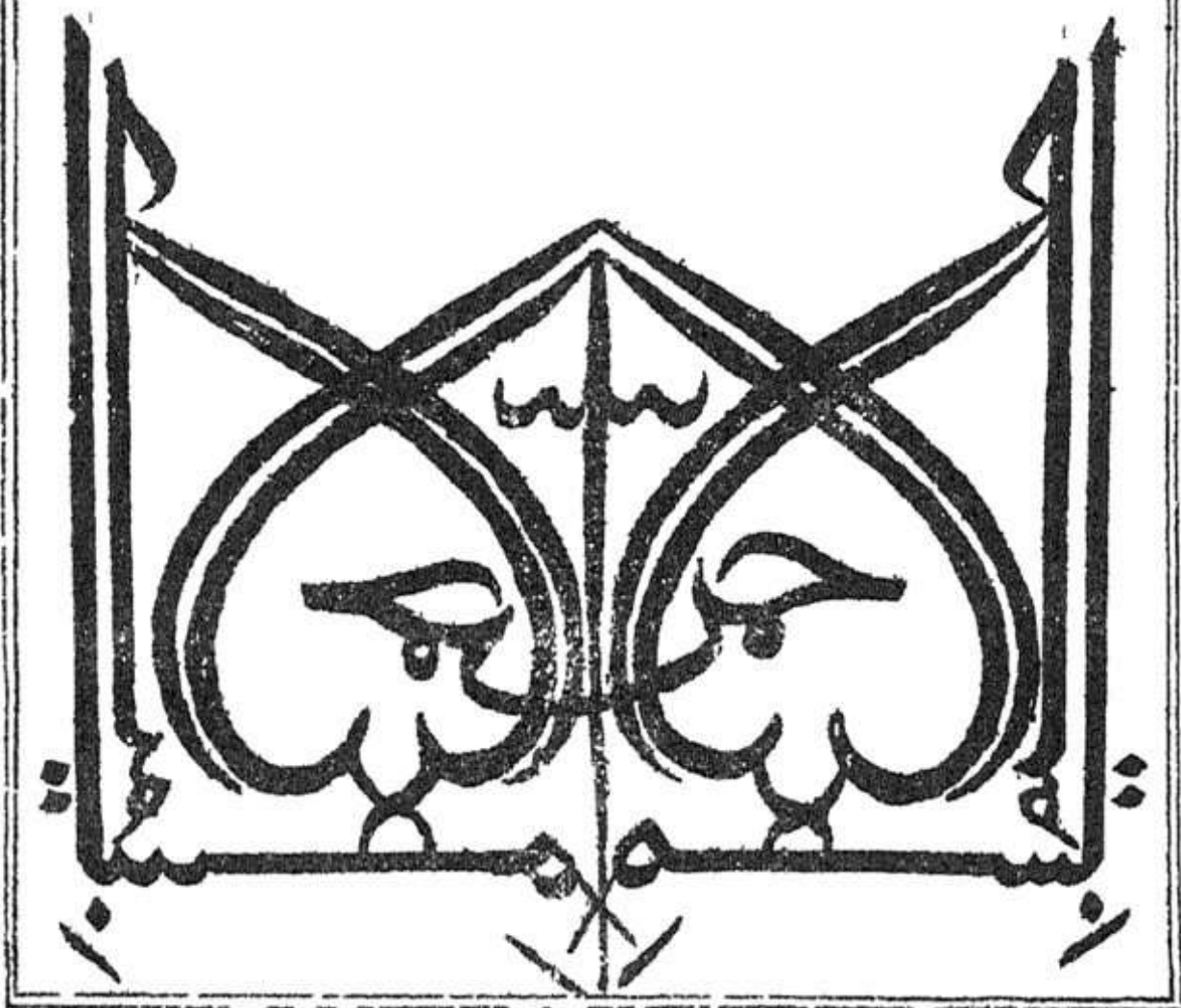
الحمد لله الذی خلق الانسان من صلصال کالفخار وخلق
الجان من مارج من النار وحب الشهوات الماکول والمشروب والمنکوح
صار فی طبایعهم قرار فعلی اختلاف الآثار کانوا منهم الابرار ومنهم
الفجار والصلوة علی رسوله المختار الذی هدینا علی صراط الاحرار
والذی هو من فرض الله طاعته وطاعت آله الذین هم الائمة
الاطهار علی کل مسلم وکفار والذین سواهم فی الاستطاعة من
البریه بعزته ورسوله البشار کما قال اطیعوا الله ورسوله واولی
الامر منکم واستحق حب علی وآل بیتهم خلود المومنین فی جنان
ثمانیه وانما رواج ملما للموالین براة النجاة عن النار صلوات
الله علیهم الی یوم القرار الف الف الف مرة فی کل لیل ونهار +

اما بعد بندہ خاطی ابن سید شمس الدین علی النقوی محمد حسن المشہدی ثم الحایری البخاری عرض کرتا ہے خدمت میں سالکان مسلوک ہدایت ومتقین وپیروان سنت جناب سید المرسلین صلوٰۃ اللہ علیہ والہ الطاہرین کے کہ دریں وقت اکثر صاحبان دربارہ حقیقت متعہ بہت سے سوال کرتے ہیں اور جواز وعدم جواز اس کے میں استفسار کرتے ہیں لہٰذا بوجہ ... تقریر وعدیم الفرصتی بانی تقریر سے اُس وقت سائل کو مطمئن کرنا متعذر ہوتا ہے لہٰذا مناسب متصور ہوا کہ اس باب میں بالاستیعاب ایک رسالہ تالیف کیا جاوے کہ حاوی بعض احکامات وآداب ضروریہ کا ہو اور موثق کیا جاوے ساتھ دلائل عقلی ونقلی کے تاکہ اہل اسلام کو معلوم ہو کہ ایک مسئلہ ضروری کو کس طرح ناجائز کیا ہے اور کن وجوہ سے اس حکم کو توڑا ہے افسوس طمع نفسانی ایسی ہے کہ جس سے حلال وحرام میں بھی تمیز نہیں رہتی اور یہہ امر بھی نہیں کہ ایک شخص کی طمع نفسانی پر غور کیا جاوے بلکہ آنکھ بند کر کے جمہور بھی اُسکی ... مقید ہو جاتے ہیں اس رسالہ کو جو صاحب ملاحظہ کرینگے معلوم ہو جائیگا کہ متعہ جائز ہے یا ناجائز لہٰذا مرتب کیا یہ ... دو باب پر باب اول اثبات متعہ میں باب دویم احکام وآداب متعہ میں ... **مصباح فی البیان** ونستعین بحمد اللہ المستعان۔

باب اول

قال اللہ تعالیٰ در سورہ نساء جزو خامس رکوع اول فما استمتعتم بہ منہن فآتوہن اجورہن فریضۃ یعنی جس کسی نے برخورداری پائی ساتھ اُنکے عورتوں سے جو منکوحہ ہیں پس دو تم اُن کو مہر اُن کی در حالیکہ مفروض ہے

بیان

فا حرف عطف کا اور ما موصولہ ہے استمتعتم صیغہ ماضی معلوم باب استفعال سے ہے جو افادہ معنی ابتدا کا کرتا ہے موجب خاصیت اپنی کے فریضہ حال واقع ہوا ہے اجور کا مراد اس سے یہہ ہے کہ اجورہ واجب ہوتا ہے اور اُس کا استمتاع پر تمام اُس کا بخلاف نکاح دائمی کے کہ تمام اجورہ مجرد نکاح پر واجب نہیں ہوتا ہے الا بعد مواقعت کے پس مخصوص ہوا ورود اس آیہ کا باب متعہ میں تا در ہے سوا اس کے اور کوئی امر مستفاد نہیں بلکہ علماء ... اکابر اہل سنت بھی ورود آیہ ہذا کا متعہ میں قائل ہیں چنانچہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں اور صاحب مدارک نے تفسیر مدارک میں لکھا ہے کہ یہہ آیہ متعہ میں نازل ہوئی ہے اور زاہدی نے تفسیر زاہدی میں لکھا ہے کہ بذکر اجر گفت ومہر وصداق نگفت دلیل آنست کہ مراد متعہ است اور

تفسیر درمنثور میں سیوطی نے مجاہد سے روئیت کی ہے کہ فما استمتعتم بہ منھن یعنی نکاح متعہ

اور قول مخالفین منسوخیت آیہ متع میں مقبول نہیں بلکہ منسوخ ہے بچند وجہ اول یہہ قول بعضے

متعصبین کا خلاف عقیدہ علمائے فحول و مقتدمیں اہل سنت قائل تنسیخ نہیں ہیں چنانچہ

فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں عمران بن حصنین سے روایت کی ہے کہ نزلت ایتہ المتعہ

فی کتاب اللہ ولم ینزل بعدھا ایتہ تنسخہا دوئیم جس آیہ کو ناسخ اس کی قرار

دیتے ہیں یعنی آیہ الا علیٰ ازواجھم او ماملکت ایمانھم مدنی ہے اور آیہ متعہ مکی

ہے آیہ مدنی آیہ مکی کی ناسخ نہیں ہوسکتی اس جہت سے کہ آیہ مکی سابق ہوتی ہے اور آیہ مکی

لاحق سابق لاحق کی ناسخ نہیں ہے سوم مشروعیت متعہ آیہ سے ثابت ہے اور منسوخیت

بخاری روایت سے روایت کا ناسخ آیہ ہونا خلاف عقل ہے ماورا اسکے ثبوت متعہ میں چند

دلائل عقلی موثق و مضبوط ہیں اول یہہ کہ قرائت اہل بیت علیہم السلام میں لفظ الی اجل مسمی کا

ہونا دلیل قوی ہے مشروعیت کے واسطے چنانچہ ثعلبی نے جو علمائے عظام اہل سنت سے

تھی حبیب بن ابی ثابت سے روایت کی ہے کہ حبیب نے کہا کہ ابن عباس نے مجھہ کو کلام اللہ دیا

اُس میں یہہ آیہ اس صورت تھی فما استمتعتم بہ منھن الی اجل مسمیٰ فاتو

ھن اجورھن فریضہ اور روایات کثیرہ سے ثابت ہے کہ ابن عباس و ابن جبیر و ابی

بن کعب و ابن مسعود وغیرہ نے اس آیہ کی قرات معہ جملہ الی اجل مسمی کے بھی ورصورتیکہ قرائت

اس آیت کے معہ جملہ الی اجل مسمی مسلم ہے کسی طرح کا شبہ ورود اسکیمیں بجز نکاح منقطع

کے جس کو متع کہتے ہیں نہیں ہے دوئیم روایات فریقین سے ثابت ہے کہ ابن عباس فتوی

ساتھہ نکاح متعہ کے دیتے تھی اور خود عمل اُس پر کرتے تھے چنانچہ مناظرہ اُن کا ابن زبیر کے

ساتھہ اس باب میں مشہور ہے اور ابن عباس وہ ثقہ راوی ہیں جن کے حق میں زبان پاک

وحی ترجمان وحق بیان جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ والہ الاطیاب سے جن کی

شان میں رب العالمین نے فرمایا ہے ماینطق عن الھوا ان ھوالا وحی یوحی وارد ہے انہ

کنیف ملی علماً یعنی تحقیق ابن عباس محوطہ ہے پر از علم یہہ ابن عباس کے بدن نے علم پر احاطہ

کیا ہے بس فتوی ایسے شخص کا محمول برخلاف ہرگز نہیں ہوسکتا سوم روایت مشہورہ خلیفہ

دویم کہ فرمایا انہوں نے متعتان کانتا علیٰ عہد رسول اللہ محرمہما ومعاقب علیہما متعۃ الحج ومتعۃ النساء اور طبری نے جو اعظم اہل سنت سے ہیں کتاب مشیر میں اس طرح تحریر کیا ہے کہ خلیفہ ثانی فرمودہ ثلث کن علیٰ عہد رسول صلوٰۃ اللہ علیہ والہ انا محرمہن ومعاقب علیہن متعۃ الحج ومتعۃ النساء وحی علیٰ خیر العمل ان روایات معتبرہ سے مشروعیت واباحت متع کی اور رواج اس کا در عہد جناب رسالت مآب صلوٰۃ اللہ علیہ والہ اور عدم ممانعت استعمال اس کی کسی عہد میں سوائے عہد خلیفہ دویم ثابت ہے زیرا کہ اگر کسی اور عہد میں ممانعت اسکے عمل سے صادر ہوئی ہوتی تو خلیفہ صاحب یہہ نہ فرماتے کہ احرمہما بلکہ یہہ فرماتے کہ بعد اجرا پھر فلاں کے عہد میں منع ہوگیا تھا چہارم عینی شارح صحیح بخاری نے باب غزوہ خیبر میں ابو سعید خدری سے اور جابر ابن عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے انا تمتعنا الی نصف خلافت عمر حتی منع الناس فی شان عمرو بن الحریث یعنی ہم دونو متع کرتے تھے تا نصف خلافت عمر کے تا اینکہ منع نمود عمر مردمان را از متعہ در باب عمر بن حریث پنجم جلال الدین سیوطی نے تاریخ الخلفا میں جس جگہ اولیات خلیفہ دویم کا ذکر کیا ہے لکھا ہے اول من حرم المتعۃ یعنی عمر وہ شخص ہے کہ جس نے متعہ کو حرام کیا ہے اس تحریرات سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ دویم کے منع کرنے سے پہلے متعہ منع نہیں تھا پس جس فعل کے اباحت بحکم الٰہی عہد جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ میں ثابت ہوچکی ہو حرام کرنے خلیفہ صاحب سے وہ امر کس طرح حرام ہوسکتا ہے چنانچہ روایت مشہور ہے عبد اللہ بن عمر کہ وہ فتویٰ متعہ کا دیتے تھے کہا اُن سے لوگوں نے کہ تم فتویٰ جواز متعہ کا دیتے ہو حالانکہ تمہارے باپ نے متعہ حرام کیا تھا کہا عبد اللہ بن عمر نے کہ جس امر کو خدا اور رسول خدا نے جاری و مباح کیا ہو میرے باپ کے حرام کرنے سے وہ فعل حرام نہیں ہوتا میرے باپ کا نسخ و مجاز تنسیخ حکم خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ کی نہیں ہوسکتی اور روایات طریق شیعہ سے جو اباحت متعہ میں وارد ہیں وہ یہہ ہیں محمد بن یعقوب عن عدۃ من اصحابنا عن سہیل بن زیاد و علی بن ابراہیم عن ابیہ جمیعا عن ابن ابی نجران عن عاصم بن حمید عن ابی بصیر قال سئلت ابا جعفر علیہ السلام عن المتعۃ فقال نزلت

[illegible] فما استمتعتم به منهن فآتوهن اجورهن فریضه ولا جناح علیکم فیما تراضیتم به

من بعد الفریضه عنه عن محمد بن اسمعیل عن الفضل بن شاذان عن صفوان عن ابن مسکان قال

سمعت ابا جعفر علیه السلام یقول کان علی علیه السلام یقول لولا ما سبقنی الیه ابن الخطاب

ما زنی الا شقی القاو عنه عن محمد بن یحیی عن عبد اللہ بن محمد عن علی بن الحکم عن ابان بن عثمان

عن ابی مریم عن ابی عبد اللہ علیه السلام قال المتعه نزل بها القرآن وجرت بها السنه

من رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله اور بتحقیق روایات اہل سنت کے بھی موافق اس کے

ہیں چنانچہ مسلم نے اپنی صحیح میں عطا سے جو کہ ایک جماعت نے جابر بن عبد اللہ انصاری

سے چند مسائل دریافت کئے اُن میں سے ایک یہہ تھا کہ متعہ مشروع و حلال ہے یا نہ کہا حلال

اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه و آله نے اُسکو مشروع کیا بحکم آلہی ایضاً مسلم بن حجاج نے

اپنی صحیح میں باسناد خود روایت کی ہے حدثنا الحسن الحلوانی قال حدثنا عبد الرزاق

قال اخبرنا ابن جریج قال قال عطاء قدم جابر بن عبد اللہ معتمراً فجئناه فی منزله

قال ساله القوم عن اشیاء ثم ذکروا المتعه فقال استمتعنا علی عهد رسول اللہ

و ابی بکر و عمر عمدہ دلیل عقلی اباحت متعہ میں یہہ ہے کہ وطی دو قسم پر ہے مشروع و غیر مشروع

مشروع کو عرف عام میں نکاح و غیر مشروع کو زنا کہتے ہیں اب اگر متعہ قسم نکاح میں نہیں ہے

تو لازم ہے کہ قسم زنا میں ہو نہ یہ اگر نکاح و زنا میں تقابل عدم و ملکہ ہے جن میں واسطہ نہیں

ہوتا بخلاف تقابل ضدین کہ اس میں واسطہ ہے اگر متعہ زنا سے ہوتا تو بالضرور

جملہ کبائر میں مشتہر ہوتا اسلئے کہ زنا جملہ کبائر میں سے ہے حالانکہ ابن حجر مکی نے کتاب زواجر

میں [illegible] اپنی [illegible] کبائر کا حصر کیا ہے کسی نے متعہ کو شامل حصر کے

نہیں کیا ہے پس عدم شمار اس کا کبائر میں و عدم شمول اس کا زنا میں عمدہ دلیل اباحت کے

متعہ پر ہے کہ از روئے قاعدہ اصول فقہ کے خلقت اشیا کے بعد علم حرمت کے اُسی سے ثابت ہوتی

ہے کما ھو مشہور کل شی مباح حتی یعلم حرمته اگر کوئی کہے کہ حرمت اس کی قول خلیفہ

دوئم سے ثابت ہے جواب اس کا یہہ ہے کہ حرمت مقابل حلت کے ہونی چاہیے جب کہ حلت

اس کی نص آلہی سے ثابت ہے حرمت بھی نص آلہی سے ہونی چاہیے قول خلیفہ صاحب کو حرم

اس کا کہتے ہوئے خود بدلائل مذکور مخدوش ہو چکا مخدوش میں حادث نہیں ہو سکتا اگر کہا جاوے
کہ صاحب رواجر نے زنا کو جملہ محرمات رواجر میں لکھا ہے متعہ کو اسی قسم کا زنا تصور کیا
اپنے زعم میں اس جہت سے متعہ تفصیل شامل نہیں کیا جواب اس کا یہ ہے کہ صاحب
رواجر نے یہہ کتاب رواجر ما بہ الاختلاف فی الکبایر میں لکھی ہے چنانچہ نام اسکا یعنی ظاہر ہے
متعہ ایک مذہب مسلمانوں کے نزدیک حلال و مباح ہے اور معمول ہے اور بعضے مذاہب اہل سنت
کے اگرچہ عموما یہ نہیں بلکہ نزدیک ثبوت حرمت کے چنانچہ تفسیر کبیر و درمنثور
وغیرہ سے ثابت ہے پس اس صورت میں مختلف فیہ قرار پایا صاحب رواجر کے نزدیک اگر قطعی
حرام یا مختلف فیہ ہوتا تو بالضرور اس کو مختلف فیہ میں شمار یا قطعی میں کرتے حالانکہ
کتاب مذکور میں اسکا کہیں ذکر نہیں پس صاحب رواجر کے نزدیک بھی اسکی اباحت میں کچھ
کلام نہیں سوائے اس کے ابن قیم نے جو اعاظم علما سے اور مقتدی جملہ فرق اہل سنت کے
ہیں کتاب تقلید الشیطان میں جو ظلم اور بعضے اقسام خلاف نامشروع و بدعات اور معاصیت
اُن کی اور تدلیس و مکاید شیطانی مفصل تمام و مبسوط کلام منصوص کئے ہیں متعہ کا کہیں ذکر
نہیں کیا اگر متعہ اُنکے نزدیک ناجائز ہوتا تو بالضرور متعہ کا منجملہ اُنکے ذکر کرتے و تدلیس و
مکاید شیطانی میں شمار کرتے پس ثابت ہوا کہ ان دو عالموں کے نزدیک جن کے تمام اہل سنت
مقلد و پیرو ہیں اباحت متعہ میں شک نہیں ہے **فائدہ** خلیفہ صاحب نے اگر
بنظر کسی مصالح وقت کے متعہ کو منع کیا ہے ہر چند وہ مصلحت ضروری تھی لیکن کسی صورت
مخل مشروعیت متعہ کی نہیں ہو سکتی اس وجہ سے کہ مشروعیت متعہ بحکم خدا اور رسول خدا
صلی اللہ علیہ وآلہ ثابت ہے اور ممانعت تجویز خلیفہ صاحب چنانچہ فرمایا ہے انا محرمہما
قبول ممانعت میں ترجیح بلا مرجح لازم آتی ہے اور ترجیح بالراجح و مرجوح عندالجمہور باطل ہے
پیروی امر باطل کی موجب بیزاری خالق ہے اگر کوئی کہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا نسبت
منع متعہ کے ایسا ہی حکم ہے چنانچہ کتاب استبصار میں جو شیعوں کی معتبر کتاب ہے حدیث
موجود ہے جواب اس کا چند وجہ سے اول یہہ کہ یہہ اتہام محض ہے دلیل اتہام کی یہہ
ہے کہ اگر نسبت متعہ کے حکم حضرت علی علیہ السلام کا ایسا ہوتا تو ان پر مناظرہ اعلما و مجتہدین

مذہب شیعہ کے فتاوی کس صورت اس کی اباحت کے جاری ہوتے اور معمول بہ کیوں ہوتا دویم یہہ کہ کوئی دوسری حدیث ائمہ علیہ السلام سے بھی موافق اس کے صرور وارد ہوتی حالانکہ کوئی حکم ائمہ علیہ السلام موافق اس کے ممانعت میں وارد نہیں ہے تمام احادیث متواترہ کثیرہ سے جواز اس کا ثابت ہے فقط یہی حدیث اُس کے مضمون کی ہے سوم روایت مشہور ہے حضرت علی علیہ السلام سے لولا سبقنی الیہ ابن الخطاب مازنی الا شقی یہہ نقیض ہے قول خلیفہ دویم کا نقیض بمعنی رفع شئے کا ہوتا ہے اور حدیث استبصار موید قول خلیفہ دویم کی ہے پس لازم آیا اجتماع ضدین سو یہہ محال ہے اور یہہ حدیث لولا سبقنی متواتر ہے اور وہ حدیث شاذ چہارم آنکہ جیسا خلیفہ صاحب نے کسی مصلحت وقتی کے اقتضا سے متعہ فرمایا تھا درصورت تسلیم اغیا حدیث استبصار خدمت علی علیہ السلام نے بھی کسی مصلحت وقتی کی جہت سے بیان روایت سماعی کا قطع از نظر از تحقیق و تصدیق حدیث کے فرمایا ہو اسی جہت سے جامع حدیث نے اس حدیث کو تصدیق نہیں کیا و معتبر نہیں گردانا چنانچہ لکھدیا ہے اس حالت میں یہہ حدیث قابل سند و محل اعتبار و مخل جواز متعہ نہیں ہو سکتے اور احکام مصالح وقتیہ استمراری نہیں ہو سکتی پنجم جواز متعہ آیہ سے ثابت ہے اور عدم جواز روایت سے روایت ناسخ آیہ کی نہیں ہو سکتی تنبیہہ عبد ضعیف راجی الی ربہ القوی محمد حسن المشہدی الحایری جامع اوراق معترف بہیچدانی عرض پرداز ہے کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرضوان نے صاحب استبصار مابہ الاختلاف من الاحادیث والاخبار نے کتاب مذکور میں حدیث حرمت متعہ کو ایراد فرما کے تاویل اُس کی بتقیہ ارشاد فرمائی ہے یہہ مقام محل تدبر کا ہے اس وجہ سے کہ کتب محققین امامیہ مثل سید علم الہدیٰ سید مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم سے ثابت ہے کہ تقیہ رسول صلوۃ اللہ علیہ پر حرام ہے زیراکہ باعث عدم اشاعت حق کا متصور ہے اور امام علیہ السلام پر اینلاف ایسی حقوق میں تقیہ جائز ہے لیکن جو امور ایصال الی اللہ سے عباد مکلفین کو دور رکھیں اُس جگہ بتقیہ امام کو جائز نہیں اور عامہ مومنین کو تقیہ ادنی فرق میں جائز ہے جو منکر توحید اور نبوت اور سایہ ال بیت علیہ السلام کی نہ ہوں مگر نسبت تقیہ بجانب امام علیہ السلام

کیجا ؤ سے تو خلاف جمہور علمائے شیعہ و عقائد حقہ انکی نیز مستلزم تسلیم حدیث
کا ہوتا ہے تسلیم اس حدیث کے سرا... مخالف مذہب حقہ کے ہے + اس
دلیل سے کہ حدیث برجوع و آیہ قرآن مدام راجح ہے - موافق اصل مذہب
حقہ کے صورت ہذا یعنی تسلیم حدیث میں ترجیح مرجوع لازم آتی ہے سو یہہ باطل
ہے بلکہ نسبت تقیہ کے محمول بر تقیہ ہے زیرا کہ جو حدیث کہ منسوب بائمہ طاہرین
ہو بعد لحاظ رواۃ کے اگر جرح و خلل سے کل رواۃ حدیث پاک ہوں تو اسوقت
تاویل حدیث بدیگر اسلوب جایز الامکان ہے اس سبب سے کہ الزام بر امام
علیہ السلام عاید ہوتا ہے جو حدیث نظر بر احوال رواۃ قابل اطمینان کے نہیں
ہے تاویل کرنا اسکا بدیگر اسلوب جائز نہیں جب حقیر نے رواۃ حدیث کو کتب
اسماء الرجال سے مطابق کیا تو کل روات اُس کی ضعیف غیر جید مخالف مذہب
پائی چنانچہ خاکسار تصریح ہر شخص کی رواۃ حدیث سے کریگا جب اس حدیث کے
راوی مجروح ہوئے تو حدیث کے غیر مسلم عند التحقیق قرار پائی پس ایسی حدیث
سند دعوی میں کافی نہیں ہو سکتی تفصیل احوال رواۃ کی بدین منوال ہے اول
محمد بن الحسین بن سعید یہہ شخص بدرجہ غایت ضعیف العقیدہ و ضعیف الروایت
تھا بعضوں نے کہا ہے کہ غالی تھا کما ورد فی التخلیص محمد بن الحسین
بن سعید الصایغ کوفی ینزل فی بنی دھل الوصص ضعیف جداً قیل انہ
غال دویم محمد بن احمد بن یحیی یروی عن الضعفا و یعتمد المراسیل
ولا یبالی عن اخذ باطل فی نفسہ طعن یعنے یہہ شخص بذات خود مطعون
تھا اخذ باطل میں کچھ اس کو احتیاط نہ تھا چنانچہ مذکور ہوا سوم حسین بن علوان
کوفی مخالف مذہب تھا مراد اس حسین ثقہ تھا وہ بھی جماعت عام میں تھا۔
اور اپنے بھائی حسین کی نسبت جو راوی حدیث ہے ثقہ تھا ورنہ ثقاہت
کاملہ اُس میں نہ تھی لیکن اُن کو رغبت و محبت امام علیہ السلام تھی چنانچہ صاحب
مخلیص تحریر فرمودہ چہارم عمر بن خالد الواسطی یہہ شخص واسط کے رہنے والا

بن سالم قال قلت کیف یتزوج المتعہ قال یقول اتزوجک کذا او کذا یوماً بکذا او کذا درہما فاذا مضت تلک الایام کان طلاقہا فی شرطہا ولا عدۃ لہا علیک صورت ترکیب ان الفاظ کی انشاء اللہ تعالیٰ بعد ذکر چار رکن کے بیان ہوگی * رکن دوئم محل ہے یعنی جائے وقوع نکاح وہ عورت ہے جس سے نکاح کیا جاوے * شرط اس میں یہہ ہے کہ زوجہ متوعہ مسلمان یا اہل کتاب میں سے ہو شامل یہودیہ یا نصرانیہ یا مجوسیہ کے لیکن اُس کو پینے شراب یا کھانے حرام سے منع کرے متعہ جائز نہیں زن بت پرست وزن ناصبیہ معلنہ سے معلنہ کہتے ہیں * اُس کو جو اعلان عداوت کا کرے اور ناصبیہ اُس کو کہتے ہیں جو موالیان اہل سنت سے اظہار عداوت کا کرے مثل خوارج وغیرہ کے جائز نہیں متعہ زن شوہر دار وصاحب عدۃ سے خواہ عدۃ طلاق ہو خواہ فراق از موت ہو وخواہ عدۃ خلع نیز جائز نہیں کنیز کے ساتھ بدون اذن اُس کے مالک کے وزن کنیز سے زن آزاد پر مگر باذن زن آزاد ایسی ہے بھانجی وبھتیجی زن سے مگر باذن زن اور جائز نہیں زن زانیہ سے اور حکم جمع بین الاختین نکاح ومتعہ میں مساوی ہے یعنے جائز نہیں اور جائز ہے جمع بازیادہ از چار زن بلا قید انتہا کے متعہ میں اور مکروہ ہے بدون ضرورت مروبست روایت اسمعیل عن الرضا علیہ السلام فی حدیث قال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بماھو مومنۃ ان اللہ عزوجل یقول الزانی لا ینکح الا زانیۃ او مشرکۃ والزانیہ لا ینکحہا الا زان او مشرک وحرم ذلک علی المومنین ایضاً منہ انہ سال عن المتعۃ فقال لا ینبغی لک ان تتزوج الا بمومنۃ او مسلمۃ ایضاً اسمعیل بن سعد الاشعری قال سئلتہ عن الرجل یمتنع من الیہودیۃ والنصرانیۃ قال لا اری بذلک باساً قال قلت فالمجوسیہ قال لا **فائدہ** ان دونوں حدیثوں میں تعارض واقع ہے موجب تعارض بجز اختلاف روات اور کوئی امر نہیں ایسے مقام میں حکم رجحان پر ہوتا صادر ہوتا ہو اُس خاندان کی

تحقیق میں جواز کو ترجیح حاصل ہے دو دلیل سے اول یہ ہے کہ جواز میں دو حدیثیں وارد ہیں اور عدم جواز میں ایک ساذ حکم ہے دویم جواز میں حکم دو امام علیہما السلام کا متفق ہے اور عدم جواز میں ایک امام کا حکم ہے لہذا شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمتہ نے محمول بر کراہت کیا ہے عند تمکین غیر مجوسیہ و با عدم تمکین غیر مجوسیہ جابر تصور فرمایا ہے چنانچہ استبصار میں مفصل بیان ہے لیکن نظر بتطبیق فیما میں حکمیں ممکن ہے کہ ممانعت نسبت بمجوس بذا شبہتہ کے وارد ہوئی ہو چونکہ یہ امر یقینی نہیں ایسے مقام میں استنباہ نسبت روایت کے ہی ہوتا ہے لہذا ملاحظہ احوال رواۃ کا ضرور ہوا چنانچہ خاکسار نے کتب رجال سے رواۃ کو جو دیکھا تو تینوں حدیثوں کے راوی ثقہ پائے مگر محمد ابن سنان کہ یہ مختلف الاحوال ہے ہر چند ضعف کو نسبت اس کی رجحان ہے مگر بنظر تصدیق محقق اول علیہ الرحمتہ صحت ان دو احادیث میں کچھ شبہ نہیں چنانچہ شرائع میں فرمایا ہے علی اسہر الروایتیں وہ جو بعضے حضرات جواز متع میں زن مجوسیہ کے ساتھ توجیہ عدم شہرت کتاب مجوس و نامعلوم ہونے سے ان کی مجوس کو منجملہ کفار غیر کتابیہ شمار و گفتگو کیے جواز میں قابل التفات کے نہیں بامن دلیل کہ یہ امر مسلم مذہب حقہ امامیہ کا ہے کہ علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم کسی مسئلہ میں بدون ثبوت ساز نص اپنی رائے کو دخل نہیں فرماتے جیسا کہ جناب نبی صلوٰۃ اللہ علیہ والہ کوئی کلام بدون وحی الہی کے ارشاد نہیں فرماتے یہی نص ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی شاہد اس مقال کی ہے نیز علمائے امامیہ رضوان اللہ علیہم الرحمتہ والرضوان نے مجوس کو شامل اہل کتاب کیا ہے چنانچہ شرائع میں محقق اول نے فرمایا ہے۔ فلیشترط ان تکون الروضہ مسلمتہ او کتابیہ کالیہودیہ والنصرانیہ والمجوسیہ علی اشہر الاقوال۔ انتہی

پس بنظر تحقیق محقق اول علیہ الرحمتہ کی گفتگو کو اس امر میں مجال گنجائش نہیں ثانیاً حیات القلوب میں حیات علامہ مجلسی علیہ الرحمتہ کی بروایت

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مجوس کو منجملہ اہل کتاب شمار کیا ہے اور نبی اُن کے نام جا ماسب تحریر فرمایا ہے پس درصورت تسلیم این حدیث کوئی محل اعتراض کا نہیں جناب ہادیانا و مقتدانا مولوی ابوالقاسم دام اللہ بقائکم نے اپنے رسالہ برہان المتعہ میں اولویت ترک کو مطلق تحریر فرمایا ہے اگر مقید بشرط عدم میسر غیر مجوسیہ کے فرماتے تو اولیٰ تر تھا جیسا کہ شیخ جعفر طوسی علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے زیراکہ ماخذ مطلق اولویت ترک کا کسے معلوم نہیں و مروی بروایت اسحق الخذاعن محمد بن الفیض قال سئلت ابا عبداللہ علیہ السلام عن المتعۃ فقال نعم اذا کانت عارفۃ الی ان قال وایاکم والکواشف والدواعی والبغایا و ذوات الازواج قلت ما الکواشف قال اللواتی یکاشفن و بیوتھن معلومۃ و یوتین قلت فالدواعی قال اللواتی یدعون الی انفسھن وقد عرض بالفساد قلت فالبغایا قال المعروفات بالزنا ذوات الازواج قال المطلقات علی غیر السنۃ ایضاً بروایت ابی نضیر عن الرضا علیہ السلام قال سئلتہ یتمتع بالامۃ باذن اھلھا قال نعم ان اللہ عزوجل یقول فانکحوھن باذن اھلھن ایضا بروایت اسمٰعیل قال سئلت ابا الحسن ھل للرجل ان یتمتع من المملوکۃ باذن اھلھا ولہ امرۃ حرۃ قال نعم اذا رضیت الحرۃ قلت فان اذنت الحرۃ یتمتع قال نعم ایضا بروایت یزید عار سئلت امام الحسن علیہ السلام عن المتعۃ فقال ھی حلال مباح مطلق لمن لم یغنہ اللہ بالتزویج فلیستعفف بالمتعۃ فان استغنی عنھا بالتزویج فھی مباح لہ اذا غاب عنھا و بروایت ابن الحقق عن بکر بن محمد فقال لا و بروایت محمد قال سئلت ابا الحسن عن المتعۃ اھی من الاربع فقال لا و بروایت زرارۃ عن ابیہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال ذکرت لہ المتعۃ اھی من الاربع فقال تزوج منھن الفا فانھن مستاجرات والصاعن

زرارہ بن اعین قال قلت ما یحل من المتعۃ قال کم شئت وبروایت
ابی نصر عن ابی الحسن علیہ السلام قال سألتہ عن الرجل یکون لہ
جاریۃ یتزوج باختہا متعۃ قال لا رکن سوم اجل ہے یعنی
متعہ میں یہہ شرط ہے متعہ میں اگر ذکر اس کا صیغہ میں نہ کیا جاوے تو نکاح
دائمی منعقد ہو جاویگا موافق مذہب شیخ و ابن براج و ابن صلاح و سید و ابن زہرہ
و محقق اول صاحب شرایع کی لو توھم من حدیث عبد اللہ بن سنان
اور ابن ادریس و علامہ بطلان عقد کی جانب گئے ہیں اس لئے کہ اجل شرط صحت
متعہ ہے بھی باخلال بشرط مبطل مشروط کا ہوتا ہے و لو توھما بروایت زرارہ
[illegible] حیض کرتا ہے خاکسار مولف رسالہ کہ قول اخرین راجح ہے اس دلیل
سے کہ نکاح دو قسم ہے دائم اور منقطع فیما میں دونو قسموں کی نسبت مباین نسبت
ایجاب وسلب ہے جس میں واسطہ نہیں ہے اور امر متباین فیما بین نکاحین
شرط اجل ہے چونکہ رفع شئے موجب ثبوت ضد شئے کا ہوتا ہے جس صورت
شرط اجل رفع ہوئی ضد اُس کی کہ بطلان عقد نہیں لازم آیا مولف کے نزدیک
[illegible] زہرا و اولیین کے انعقاد نکاح سے نکاح دائمی ہو نہ نکاح منقطع گو کمی [illegible]
[illegible] عمر [illegible] ہو نیز اگر اجل کا معین و محفوظ و محدود ہونا شرط ہے ہر چند [illegible]
منقطع میں جس کی مدت اجل مدت عمر تک ہو محدود ہونے میں [illegible]
شک نہیں لیکن یہہ مدت معین بسنین و شہور و ایام نہیں حالانکہ بدین صفت
اجل کا موصوف ہونا شرط ہے اور قول اخرین کے مراد بطلان عقد سے شاید
عقد منقطع ہو جو فا نحن فیہ ہے نہ نکاح دوام اور قلت و کثرت مدت کا کچھ اعتبار
مقرر نہیں جس قدر ہر دو رضا ہوں خواہ روز منہی خواہ سال مثل اس کی کہ [illegible]
متعہ کیا مینے اُسوقت سے تا زوال یا غروب یا دو روز یا ایک ماہ یا دو سال چنانچہ
ہشام بن سالم سے روایت ہے قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام
تزوج المرأۃ متعۃ [illegible] متعۃ قال فقال ذالک اشد علیک ترثہا

و ترک ولا یجوز لک ان تطلقہا الا علی طہر و شاہدین قلت اصلحک اللہ فلیعت تزوجہا قال ایاما معدودۃ بشی مسمی مقدارہا تراضیتم فاذا مضت ایامہا کان طلاقہا فی شرطہا ولا نفقۃ ولا عدۃ لہا علیک الحدیث واجب ہے عدت پر وقت مدت کا جس قدر اجرائی پائی جاوے اگر بعد اجرائے صیغہ وجمع شرائط کے موافقت تا انقضائے مدت متروک رہے اس صورت میں جو اجرہ قرار پائیگا لازم ہوگا ادا اسکا خواہ موافقت اُس مدت میں واقع ہو خواہ نہ ہو اور انفکاک متعہ میں طلاق ضرور نہیں بدون طلاق کے بعد انقضائے مدت کے علیحدہ ہو جاویگی چنانچہ مروی نسبت بروایت محمد بن اسمٰعیل عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام قال قلت لہ الرجل یتزوج المراۃ متعۃ سنۃ او اقل او اکثر قال اذا کان شیئا معلوما الی اجل معلوم قال قلت وتبین بغیر طلاق قال نعم **فائدہ** عرض کرتا ہے خاکسار مؤلف مفہوم اکثر احادیث واحکام فقہا کا یہہ ہے کہ وضع کرنا اجرہ کا بقدر مدت ترک موافقت جایز ہے چنانچہ رکن چہارم ذکر مہر میں بیان ہوگا معہذا کسی کو گمان نہ ہو کہ ان دونو مسئلوں میں تعارض واقع ہے زیرا کہ حکم ادائے اجرت مدت ترک موافقت کا اُس صورت میں ہے جو ترک بحالت اختیاری مثل عدم ... کے یا بحالت اضطراری مثل مرض یا حبس کے منجانب شوہر واقع ہو اور حکم وضع اجرہ اُسی صورت میں کہ بحالت اختیاری ہو یا اضطراری مثل نشوز منجانب زن کی ظہور میں آوے چنانچہ متع وضع مدت حیض کا دلیل صریح ہے **رکن چہارم** مہر ہے یہہ شرط ہے عقد متعہ میں کہ مقرر کیا جاوے بدون تقرر مہر کے عقد باطل ہوگا بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں اگر تعیین نہ ہو تو مہر مثل قرار پاویگا نکاح باطل نہ ہوگا نیز شرط یہہ ہے کہ مہر ملک اُس شخص کی ہو جو نکاح کرتا ہے اور قبضہ میں اُس کے ہو یعنے ناکح کے پاس موجود ہو نہ مثل اس کے کہ اس کا قرضہ کسی کے ذمہ ہو اُس قرضہ کو مہر میں حوالہ منکوحہ ...

کردے نیز شرط ہے کہ مہر میں کسی طرح کا اہمال نہ ہو یعنے معلوم ہو ساتھ وزن کے یا کیل کے یا عدد کے یا وصف کیے یا معلوم ہو ساتھ مشاہدہ کے مثل وہ شئ جو کے اسقدر پیمانہ فلاں جنس کا یا عدد میں اسقدر روپیہ یا فلانی قسم کا لباس یا یہہ اسپ یا رخت جو روبرو ہے مقدار مہر کے شرع معین نہیں ہے خواہ کم ہو خواہ زیادہ حتٰی کہ یکمشت جو یا خرما وغیرہ اجناس لیکن شرط ہے کہ قیمت اُس جنس کی ہو سکے اور لازم ہے ادا کرنا مہر کا ساتھ عقد کے غیر ماجل یعنے فوری بخلاف نکاح دوام کے کہ اُس میں مہر ماجل یعنے دوسرے وقت مہر ادا کیا جاوے اور غیر ماجل بھی اگر شوہر قبل از دخول مدت معین منکوحہ کو بخشدے تو واجب ہوگا ادا کرنا نصف مہر کا اگر بعد دخول کے بخشے تو تمام مہر قرار پاویگا مگر ساتھ شرط وفائے مدت کے منجانب زن کی سے اگر بعض مدت میں دخول کیا ہو تو اُسی قدر مدت کا مہر کل مہر میں سے ادا کرنا واجب ہے باقی کو مختار ہے چاہے ادا کرے چاہے وضع کرے لیکن ایام حیض وضع نہیں کر سکتا چنانچہ مرویست بروایت عمر بن حنظلہ قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام اتزوج المراۃ شہرا بشئ مسمی فتاتی بعض الشہر ولا تفی ببعض قال یحبس عنہا من صداقہا مقدار ما احتبست عنک الا ایام حیضہا فانہا لہا اگر بعد عقد کے فساد نکاح ظاہر ہو اس کی کہ وہ عورت صاحب زوج ہو یا خواہر زوجہ سابق ناکح کی یا مادر اُس کی زوجہ کی ہو مثل اس کے کوئی امر موجب فسخ کا ہو اگر یہہ فساد قبل از دخول ظاہر ہوا ہو دریں صورت مہر کا دینا لازم نہیں اگر ادا کر دیا ہو واپس لینا لازم ہے اگر بعد دخول کے ظاہر ہوا ہو اور عورت مہر لے چکی ہو اُس کا واپس لینا نہیں لازم اس صورت میں اگر بعض مہر ادا کر دیا ہو اور بعض باقی ہو تو جو کچھہ لے چکی ہے وہ حق اُس کا ہے جس قدر باقی ہو اُس کا مطالبہ نہیں کر سکتی چنانچہ مرویست بروایت حفص بن البختری عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا بقی علیہ شئ من المہر وعلم ان لہا زوجا فما اخذتہ

قال سأل رجل ابو الرضا علیه السلام وانا اسمع عن الرجل یتزوج المراۃ متعۃ ویشترط علیہا ان لا یطلب
ولدها فتاتی بعد ذلک بولد فینکر الولد فشدد فی ذلک قال یجحد وکیف یجحد اعظاما لذلک
قال الرجل فان اتہمہا قال لا ینبغی لک ان یتزوج الا مومنۃ

عدہ متعہ حامل و

پنج روز ہیں یعنے اگر زن بعد انقضای مدت متعہ کے دوسرا متعہ دیگر شخص کے
ساتھ کرنا چاہئے تو لازم ہے اسکو چار پنج روز کا عدہ رکھے بعد عدہ کے متعہ
دوسرا کرے اس وجہ سے کہ عدہ طلاق زن آزاد مستقیمۃ الحیض تین مہینے ہیں یا
تین حیض اور عدہ کنیزان اور عدہ طلاق کا نصف اسکا ہے پس زن ممنوعہ بمنزلہ کنیزہ کے
متصور ہے لیسے احکام میں عدہ بھی اسکا مانند عدہ کنیز کے ہونا لازم ہے
چنانچہ مرویست بروایت زرارہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام انہ قال ان کانت تحیض فحیضۃ
وان کانت لا تحیض فشہر ونصف ایضا بروایت ابی عمیر عن ابی الحسن الرضا علیہ السلام
قال قال ابو جعفر علیہ السلام عدۃ المتعۃ خمسۃ واربعون یوما والاحتیاط خمسۃ واربعون
لیلۃ اگر مرد بعد عقد متعہ کے فوت ہوجاوے مدت متعہ کے اندر ہی تو عورت
کو لازم ہے عدہ وفات رکھنا وہ چار ماہ دس روز ہیں اور عدہ وفات آزاد و کنیز میں
تفاوت نہیں دونوں برابر ہیں چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن الحجاج
قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن المراۃ یتزوجہا الرجل متعۃ ثم یتوفی عنہا ہل علیہا
العدۃ فقال تعتد باربعۃ اشہر

نفقہ و سکنی

زن ممنوعہ کا مرد پر واجب نہیں علی ہذا القیاس قسمت
بھی بدستور بخلاف نکاح دائمی کے کہ اس میں نفقہ و سکنی و قسمت واجب ہے مرد پر بشرط تمکین و عدم نشوز
چنانچہ مرویست بروایت ہشام بن سالم عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی حدیث فی المتعۃ قال ولا نفقۃ ولا عدۃ
علیک وبسند آخر عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی المتعۃ قال ... القسم ... والا
طلب والمکث ولا عدۃ لک علیہا

عزل زن متمتع بہا

سے جائز ہے بغیر رضامندی
زن منکوحہ کے کہ عزل زن ناکحہ سے جائز نہیں چنانچہ مرویست بروایت محمد بن
مسلم قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن العزل فقال ذاک الی الرجل یصرفہ حیث
شاء

جائز ہے تجدید متعہ بدون انتظار عدہ کے زمانہ متعہ کرنیوالیکو

زن ممنوعہ کے ساتھ چنانچہ مرویست بروایت عبد الرحمن بن ابی نجران و احمد بن ابی نصر
قال لا باس ان تزوجها وتزوجها اذا انقطع الاجل فیما بینکما تقول لها استحللتک باجل آخر
برضا منها ولا یحل ذلک لغیرک حتی تنقضی عدتها و بروایت ابان ... اذا تزوج الرجل المراۃ متعۃ کان
علیها عدۃ لغیرہ فاذا اراد ہو ان یتزوجہا لم یکن علیہا عدۃ یتزوجہا اذا شاء جائز ہی ایک عورت سے کئی مرتبہ
متعہ کرنا زن ممنوعہ بعد سیوم مرتبہ کے حرام نہیں ہوتی مثل نکاح کے کہ بعد تین مرتبہ
کے نکاح ایک شوہر سے پھر حرام موبد ہو جاتی ہے و مرویست بروایت از زرارہ
عن ابی جعفر علیہ السلام قال قلت له الرجل یتزوج المتعۃ وینقضی شرطہا ثم یتزوجہا رجل آخر حتی
بانت منہ ثم یتزوجہا الاول حتی بانت منہ ثلثا وتزوجت ثلثۃ ازواج یحل للاول ان یتزوجہا
قال نعم کم شاء ... لیس ہذہ مثل الحرہ ہذہ مستاجرہ وھی بمنزلۃ الاماء و بروایت علی بن الحکم
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی رجل یتمتع من المراۃ مرات قال لا باس یتمتع منہا ما شاء
... اگر زن بالغہ رسیدہ متعہ کرے ولی اس زن کو اعتراض لازم نہیں ہرچند باکرہ ہو
چنانچہ مرویست بروایت سعدان بن مسلم عن رجل ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لا باس بتزویج
البکر اذا رضیت بغیر اذن ابیہا ایضا باسنادہ عن ابی سعید عن الحلبی قال سالتہ عن التمتع من البکر اذا کانت
بین ابویہا بلا اذن ابویہا قال لا باس مالم یفض ما ہناک لتعف بذلک اور بعض روایت سے
کراہت جواز متعہ میں باکرہ سے بدون اذن باپ اسکے کے ثابت ہے چنانچہ بروایت
ابی نصر عن الرضا علیہ السلام قال البکر لا تزوج متعۃ الا باذن ابیہا و بروایت حفص بن البختری
عن ابی عبد اللہ علیہ السلام فی الرجل یتزوج البکر متعۃ قال یکرہ للعیب علی اہلہا عرض کرتا ہے مولف
کہ مفہوم ان دونو حدیثوں میں کچھ تعارض نہیں مآل ان دونوں کا واحد ہے ہرچند تلفظ میں
اندک تفاوت ہے اور روایت ہے انکی تنقیح میں مگر محمد بن احمد مخدوش ہے اس مقام پر
مخدوش ہونا اس کا کچھ قادح مقصود نہیں ہے اخر دعونا الحمد للہ العلی العظیم علی نعمائہ العمیم
وافضالہ الجسیم ونصلی علی محمد والہ الکریم قد فرغت من تسوید ہذہ المسودہ تا تسع من الصفر من
... ... من ... النبی ... صلوات اللہ علیہ ... ہا +
تمت فقط

اجازہ

مؤلف رسالہ ہذا کو جو منجانب علمائے عصر حاصل ہے
بنا بر اظہار وثوق اعتبار مولف شامل طبع
رسالہ ہذا کر دیا معہ ترجمہ کی بزبان اردو
تاکہ بیندگان رسالہ ہذا احوال
مصنف سے مطلع ہو کے
رسالہ ہذا کو مستند
سمجھیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصلوٰۃ معراجاً للمومنین وتقرباً
جمیع حمد ثابت ہے واسطے اُس اللہ کے جس نے گردانا نماز کو معراج واسطے مومنین کے اور نزدیکی واسطے
للمتقین واقامتہا بالجماعۃ من افاضل سنن الدین وقد اشار
پرہیزگاروں کے اور قائم کرنا نماز کا ہمراہ جماعت کے بزرگترین سنتہائے دین سے ہے بتحقیق اشارہ کیا ہے
الیہا سبحانہ فی کتابہ المبین بقولہ تعالیٰ وارکعوا مع
طرف اُس امر کے اللہ پاک نے کتاب اپنی میں جو روشن ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے یعنے نماز پڑھو تم ساتھ
الراکعین والصلوٰۃ والسلام علی نبینا افضل المرسلین وآلہ
نماز پڑھنے والوں کے اور درود اور سلام نبی ہمارے پر جو افضل مرسلین کے ہے اور آل انکی
البررۃ الطیبین الطاہرین اما بعد فان صلوٰۃ الجماعۃ
پرجو نیک اور طیب اور طاہر ہیں بعد حمد و صلوٰۃ کے پس تحقیق نماز جماعت کی
وصلت فی الاشتہار الی حدٍ لا یکاد یخفیٰ علی اولو الابصار
پہنچی ہے شہرت میں طرف ایک حد کی کہ نہیں رہی پوشیدہ صاحبان بینائی پر
ثم لا یعزب عن الاخوان فی الدین وموالی المعصومین
بعد ازاں پوشیدہ نہیں برادران دینی سے اور دوستان ائمہ معصومین

والاخلاق الکریمه والفضائل السدیدة فهو المجاز فی امامة الجمعة

اور اخلاق بزرگ کے اور فضیلتاں محکم کے پس وہ مجاز ہے قائم کرنے نماز جمع

والجماعات وان یودی من اراد الاقتداء به فی فرائض الصلوة واوصیه

اور جماعت کا اور یہہ کہ امام کریں اسکو جو کوئی چاہے پیروی اسکی فرائض نمازمیں اور نصیحت

بملازمة التقوی وانتهاء العروة الوثقی وعلیه بمراعاة الاحتیاط

کرتا ہوں میں اسکو ساتھہ ہمیشہ پرہیزگاری کے پس تحقیق پرہیزگاری جائے محکم ہے او اسپر ہے نصیحت ساتھہ رعایت کھیں احتیاط

فی کل باب فانه یوجب الفوز والنجاة یوم القیمة وآخر

ہر باب میں پس احتیاط واجب کرتا ہے پہنچے نجات کو روز قیامت کے پس آخر

دعونا ان الحمد لله رب العالمین وصلی الله علی نبینا واله

دعویٰ ہمارا یہہ ہے کہ تحقیق حمد ہے واسطے اللہ کے جو پروردگار عالم کا ہے اور درود اللہ کا نبی ہمارے پر اور ال

الطاهرین نمقه العاصی الضعیف الراجی غفران الله

طاہرین لیئے پر لکھا اُسکو گنہگار ضعیف امیدوار بخشش اللہ تعالیٰ

القوی خادم الشریعة المصطفویة السید المصطفی المدعو

قوی سے خادم شریعت مصطفوی کا سید مصطفیٰ مشہور

بمیرزا آغا النقوی

ساتھہ میرزا آغا کی تقوی

سنہ ۱۲ھ

سید محمد ہادی

ابن عمدة العلما

سید مصطفیٰ

خاتمہ رسالہ جو بنام نامی اسم گرامی علت موجبہ تحریر اس رسالہ کے اختتام پایا

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله الذی جعل التوفیق اسباب المحبة ومدارج

التصدیق والصلوٰۃ علےٰ خیر المرسلین الذی ھو باعث ایجاد والتکوین کما قال اللہ جل جلالہ لولاک لما خلقت الافلاک وآلہ الطیبین الطاھرین الذین ھم الائمۃ المعصومین صلوات اللہ علیھم اجمعین الیٰ یوم الدین۔

کہ درین زمان سعادت و فرحت توامان این رسالہ بحسن تائید رشید و امداد مفید شیر بیشہ شجاعت و فتوت مصارع میدان سخاوت و مروت متکی مسند ریاست و ایالت صدر سریر حکومت و سیاست صاحب توفیق جزیل و قدر جلیل و وضع جمیل و مراتب نبیل مجمع مجاہد رفعت و اقبال کہف المومنین عماد الاسلام والمسلمین زبدہ عمائد دوران قدوہ اراشد زمان خان والاشان وجیہ الامکان سلالہ اماجد اطیاب نواب مستطاب محمد احسن علیخان صاحب بہادر لا زالت شموس اقبالہ من افلاک الدوران صورت تحریر و تسوید پذیرفتہ بخوبی تمام و اسلوبی مالا کلام باسم سامی و نام گرامی شان انجام و اختتام یافت امید کہ مقبول نظر فیض اثر جناب ممدوح گردیدہ مفید ہر خاص و عام گردد۔ بالنبی وآلہ الامجاد صلوات اللہ علیہم الیٰ یوم التناد

تاریخ طبع وتالیف رسالہ

منجانب منشی عبداللطیف صاحب ٹھیکہ دار متوطن قصبہ انبہٹہ ضلع سہارنپور حال مالیرکوٹلہ

وصف کیا ہووے اُس کتابت کا
ہو مجوّل بھلا جو آیت کا

ہو سند میں جو آیت مصحف
کیوں نہ دعوےٰ ہو شان و شوکت کا

آئی تو سامنے . . زا دیکھیں
زعم ہو جس کو اُس کی حرمت کا

گر نہ پا سنخ میں ایسی آیت ہو
پھر ٹھکانا نہیں ہے خفت کا

یہہ مولف کا دیکھو حسن خیال
بیٹھی بٹھلائی کام ہمت کا

بے مشقت یہہ نص قرآنی
کام آساں ہوا ہے خلقت کا

جانی قرآن نہ مانی کوئی حدیث
قید مذہب نہ پاس ملت کا

آیا جو دل میں کہدیا فی الفور
وقت جاتا رہا ہے ہیبت کا

دیکھہ لو سیر کرکے دُنیا کی
نام بدنام ہے . دیانت کا

ہو گیا ہے حلال جو تھا حرام
منع سے کام نکلے حلت کا

کار دُنیا میں ایسے ہیں مخبوط
خوف مطلق نہیں قیامت کا

اس رسالے کا جو مصنف ہے
مستحق ہو گیا ہے جنّت کا

مسئلہ بھی کہیگا صاف وہی
جو کہ پابند ہے قناعت کا

آبرو اُس کی خاک میں ملجائے
ہو جو خواہاں یہاں کی رفعت کا

مت نہیں ہے تو جانور ہے وہ
آدمی ہووے تو کسی مت کا

جانے دے اسے لطیف یہ قصے
راستبازی میں زخم کھاتے ہیں
فکر تاریخ کی ہے تجھ کو لطیف
ہول کے سر کو کاٹ کر لکھ دے
ھ

ذکر کر کچھ سر خدا کی نعمت کا
درجہ افزوں ہے کیوں شہادت کا
وقت آخر کے پہنچا نوبت کا
ہے رسالہ متعہ کی حلت کا
۱۳۱۰ھ

اعلان

جمیع حقوق اس رسالہ کی محفوظ ہین

جس صاحب کو مطلوب ہو مطبع گلزار ابراہیم

کوٹلہ مالیر ضلع لودہانہ سی طلب فرمالین